سوانح عمری زیب النسا بیگم

اُمراؤ مرزا صاحب حیرت دہلوی نے تالیف کیا

بعد دینے حق تالیف

میو پریس دہلی محلہ پیپل مہادیو میں باہتمام

منشی بُلاقیداس مالک مطبع

شائع ہوئی

نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۸ء
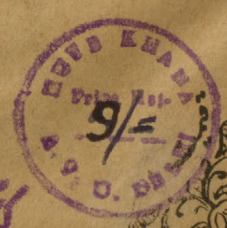
دختر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

نواب زیب النسا بیگم دختر اورنگ زیب عالمگیر

قبل اسکے کہ اس مشہور و معروف شاعرہ و فاضلہ بیگم کے حالات دل کش و کوائف حیرت بخش سے ناظرین کے دل و دماغ کو باغ باغ کریں نواب زیب النساء کی چار بہنیں جو اور گذری ہیں اونکی مختصر لایف پیش کیجاتی ہے۔

پہلی بہن نواب زینت النسا بیگم

یہہ بیگم سنہ ۱۰۵۳ ہجری میں پیدا ہوئی جو علاوہ حُسن و جمال نہایت متین سنجیدہ صاحب عقل و شعور تھے اِسکا نکاح اورنگ شاہ والی ترکستان سے ہوا تھا نکاح کے بعد اُس روز کی کیفیت کا سامان کہ جو لڑکی کے وداع ہونے کا دن تھا قابل دید اور یادگار زمانہ چلا آتا ہے تمام بازار کی دوکانیں مشجر سے جگمگا رہی تھیں ہزارہا زربفت کے تہان درختوں پر لپیٹے گئے تھے ہزاروں خوبصورت لڑکے زریں کپڑے پہنے ہوئے ہاتھوں میں عطر

کے ڈوبے ہوئے گلدستے گلو میں گجری سروں پر قندیلیں اُنپر
جواہر نگار طری عجب بہار دکھارہی تھی یہ تمام حشمت انگیز سماں
زر خیز حالت صاف صاف عالمگیری شوکت۔ دبدبہ امن کے
پکار پکار کر شہادت دیتی تھی جو جہیز عالمگیر نے زینت النساکو
دیا اوسکا اندازہ ناظرین صرف ایک حقہ سے کر سکتے ہیں جو
اورنگ شاہ کو دیا گیا تھا یعنی پورا حقہ سر سے پا تک مع نیچہ و
چلم و مہنال وغیرہ یاقوت سبز کا تھا جسکی قیمت کا اندازہ کئی لاکھ
کا کیا جاتا ہے چونکہ یہ لڑکی اعلےٰ درجہ کی حلیم الطبع اور سلیم العقل
تھی اس نے شادی ہوتے ہی اپنے خاوند کو ایسا مطیع اور گرویدہ
بنالیا کہ آخر نجارا کی حکومت کی باگ بالکل اسکے ہاتھ میں
آگئی تھی باقی زندگی عیش۔ حکومت۔ شوکت عزت سے بسر
کر کے سنہ ۱۱۰۹ء کے ماہ دسمبر میں انتقال کر گئے۔

دوسری بہن بدر النسا بیگم

۲۸ شوال سنہ ۱۰۵۷ ہجری کو تولد ہوئے یہ لڑکی جسقدر تیز مزاج و تندخو
تھی اسیقدر باپ کی پیاری اور ماں کی لاڈلی زیادہ تھی جب بہزاراں
ناز و نعمت شاہی میں پرورش پاکر سن بلوغت کو پہونچی تو فلک
کج رفتار نے قبل اسکے کہ وہ خوشہ مراد کی گلچینی سے بہرہ ور ہو کر کچھ
لطف زندگانی حاصل کرتی عین عالم شباب میں لقمہ اجل

بنا ڈالا۔ افسوس شعر

کہل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکہلا گئی
حسرت اُن غنچوں پر ہے جو بن کہلے کملا گئے

تیسری بہن زبدۃ النسا بیگم

۲۶ ماہ رمضان سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں پیدا ہوئی۔ شاہ جہان نے خاص ایک بوڑہی معلمہ سے جو اس فن میں نامے تہے تعلیم دلوائی یہ لڑکی زبان ترکی عربی خوب بولتی تہی جب سنِ بلوغ کو پہونچی تو شاہ جہان نے عالمگیر سے درخواست کی کہ اسکی شادی سپہ دارشکوہ پسر خورد دارا شکوہ سے ہونی چاہئے۔ ہرچند عالمگیر اپنی پالیسی کے خلاف اِس رشتہ کا منسلک ہونا جانتا تہا مگر شاہ جہان کے بار بار کے اصرار نے اُسے اِسی بات پر مجبور کیا اور آخر کار بڑی شان وشوکت کیساتہہ شادی ہوگئی مگر افسوس کہ عین عالم شباب میں اِسنے بہی اپنی بڑی بہن کے سرہانے آرام کیا۔

چوتھی بہن نواب مہر النسا بیگم

تیسری صفر سنہ ۱۰۷۲ ہجری میں پیدا ہوئی یہ لڑکی سب سے زیادہ تیز ہوش اور صاحب طریقت تہی زیب النسا کی اور اِسکے ہمیشہ

نوک جھوک رہا کرتے تھی اسکے بطن سے تین بچّے ہوئے مگر تینوں نہیں بچے اِسکی تاریخ وفات ہماری نظر سے نہیں گذری۔

سوانح عمری

زیب النسا بیگم

چٹکی لے دل میں یہ انداز سخن کس کا ہے
جی ہو بے چین وہ بے ساختہ پن کس کا ہے

اِس ذہین اور عاقلہ بیگم کے پیدا ہونے پر محل شاہی میں معمولی خوشی منائی گئی مگر ہند کی مثل ہے کہ پوت کی پالو پالنی میں پہچانی جاتی ہیں۔ اِسکی بچپن کی حرکتیں ہی ایسی دلکش تھیں کہ محل کی ہر ایک بیگم کی وہ ایسی پیاری تھی کہ جیسے حقیقی والدہ کی محل کی کوئی بیگم ایسی نہ تھی جو گھڑی دو گھڑی اسکو پیار اور محبت سے اپنے پاس نہ رکھتی ہو اسکی ذہانت طبع کو دیکھئے کہ باہمہ ناز و نعمت سات سال کی عمر میں قرآن مجید ختم کر لیا قرآن شریف ختم ہونے پر ایک بہت بڑا جشن محلون کے اندر اور شہر میں منایا گیا عالمگیر جو مذہب کا بڑا پابند تھا اسکو اس کم عمر لڑکی کی یہ تیزی ذہن دیکھکر بڑی حیرت ہوئی اور اس خوشی میں تمام فوج کی خیمہ شاہ جہاں میں دعوت کی یہ دعوت تیس ہزاری کی میدان میں ہوئی تھی اُسوقت دار الخلافہ میں ڈیرہ لاکھہ سوار ہر وقت حالت

اسمیں موجود رہا کرتے تھے اور جنگ کے وقت چار لاکھ تک
کردئے جاتے تھے دو دن کے تمام دفتروں میں چھٹی دیگئی اور
بیشمار انعامات اور خلعتیں تقسیم ہوئیں غرضکہ جتنی خوشی کہ ایک
عظیم الشان سلطان منا سکتا ہے وہ عالمگیر نے منائی اسکے
بعد زیب النسا کو عربی کی تعلیم شروع کرائی گئی ایک ضعیف
شریف زادی جسکو مذہبی علوم میں بڑا درک تھا زیب النساء
کی تعلیم کے لئے منتخب ہوئی چار برس کے عرصہ میں ۱۳ ذہین لڑکی
نے عربی میں بھی پوری دستگاہ حاصل کرلی عالمگیر وقتاً فوقتاً
امتحان لیا کرتا تھا اور مزید عنایات خسروانی مبذول کیا کرتا تھا
اور تنخواہ میں روز بروز اوسکی ترقی کے موافق اضافہ کیا جاتا تھا۔
عربی کے بعد ریاضی و علم ہیئت کی طرف طبیعت کا میلان ہوا
اور اسکو بھی ذہن رسا اور تیزی طبیعت سے تھوڑے عرصہ
میں پوری طور پر حاصل کرلیا اور سب سے زیادہ زیب النسانے
علم ہیئت کو پسند کیا اس ذہین اور عاقلہ بیگم ہی نے اِس امر
کو ثابت کیا تھا کہ جن ذرّوں سے زمین بنی ہوئی ہے یعنی جو
مادّہ کہ زمین کی فطرت میں مربوط ہے وہ ہی مادّہ اور اسی قسم
کے ذرّے آفتاب میں بھی ملے ہوئے ہیں۔ ہنوز یورپ میں
بھی اِس کا رواج نہین ہوا جو ۱۶ اصدی کے اختتام پر زیب النسا
نے بتایا تھا۔

اگر ہم اِن نامور شہزادیوں بادشاہ بیگموں کے حالات کو غور
کر کے دیکھینگے تو ہمیں یہ ثبوت پورے طور سے ہو جاوے گا
کہ ہم اپنی نافہمی اور ناواقفیت سے جو الزام شاہی مستورات
پر لگاتے ہیں وہ محض بے بنیاد ہے ۔ سبکو ایک ہی لکڑی سے
ہانکنا انتہا درجہ کی جہالت ہے سب شہزادیاں نہ جاہل ہوتی
تھیں نہ عالم یہہ ضرور ہے کہ اکثر شہزادیاں لکھی پڑہی اور عالم
ہوتی تھیں بعض چاہے بے لکھی پڑہی ہوں ۔ جن شہنشاہ
بیگموں کے ہم نے حالات قلمبند کئے ہیں ان سے ہر شخص اندازہ
کر سکتا ہے کہ لائف اف حرم کیسی تھی ۔ جن ستاروں کو کہ ہم
آسمان پر چمکتا ہوا دیکھتے ہیں زیب النسا اِنکی بابت اکثر
اپنی ماں بادشاہ بیگم اور کبھی کبھی اپنی اُستانیوں سے سوال
کیا کرتی تھی ۔ مگر اسکا شافی جواب اسے نہ ملتا تھا ۔ ایک
دن اِسکی بوڑہی اُستانی جس نے اِسے دینیات کا سبق دیا تھا
زیب النسا سے یہہ دریافت کرنے لگی کہ میں بوڑہی ہوں میں
نے ہیئت کی کتابوں کا کبھی مطالعہ نہیں کیا لیکن ہاں یہہ
میں جانتی ہوں کہ ہیئت کا علم کتنی بیش بہا واقفیت کا علم دیتا
ہے لیکن یہہ تم مجھے بتاؤ کہ ستاروں اور زمین کا فاصلہ کتنی
دوری پر ہے اور آیا اِن چمکتے ہوئے ستاروں میں آدمی بھی
بستے ہیں یا نہیں بظاہر یہہ بہت چھوٹے معلوم ہوتے ہیں ۔

جس متانت اور سنجیدگی سے زیب النسا نے اسکا جواب دیا
وہ عظمت کے قابل ہے۔ زیب النسا کہنے لگی اُستانی صاحبہ
میں ٹھیک ٹھیک دوری نہیں بیان کر سکتی ہاں اسقدر
عرض کر سکتی ہوں کہ یہہ چمکتے ہوئے ستارے جو ہمیں دکھائی
دیتے ہیں بجائے خود دنیا ہیں اور جب دنیا ہوئے پھر یہہ
تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ انمیں آبادی ہو۔ خدا کا کوئی کام
بیکار نہیں ہے۔ صرف دنیا بنا کر چھوڑ دینا اور انمیں جاندار چیز
کا نہونا عقل کے خلاف ہے۔ قطعی انمیں آبادی ہے اور
بیشک لوگ بستے ہیں۔ ان کا جرم ہماری زمین سے بہی بہت
بڑا ہے دوری کی بابت بہی میں کچھہ تحقیق نہیں کہہ سکتی۔ ہاں
یہہ ظاہر ہے کہ اگر ہم ایک لمحہ میں ۱۸۶۰۰۰ میل طے کریں تو
تین ہزار پانسو برس ہیں اِن ستاروں تک پہونچکر انکی حالت
دریافت کر سکتے ہیں۔

یہہ سنتے ہی بوڑھی اُستانی کا تو مُنہ کھلا کا کھلا رہگیا۔ تحیّر
انگیز صورت میں زیب النسا کی طرف تکنے لگی۔ اور کچھہ ہاں نا کا
جواب نہ دیا۔ اس تحیّر اور بیجا سکتہ نے زیب النسا کو آشفتہ کیا
وہ کسی قدر تیز آواز سے یہہ کہنے لگی تم اتنی متعجب کیوں ہوتی
ہو میں نے کوئی بات نفس عقل کے خلاف نہیں کی یہ دوسری
بات ہے کہ تمہاری سمجھہ میں نہ آیا۔

اُستانی کی کیا مجال تھی کہ وہ شہزادی کی بات کو خواہ مخواہ بے سمجھے بوجھے جھٹلاتی اور بے بنیاد اعتراض کرتی۔ اسنے اپنی متذبذب حالت کو درست کرنے کی بہت کوشش کی مگر بد قسمتی سے اس میں کامیاب نہیں ہوئی تاہم گڑگڑا کر یہ عرض کیا حضور شہزادی صاحبہ میں اعتراضاً خاموش و متحیر نہیں ہوئی۔ مجھے اس علم سے واقفیت نہیں ہے۔ میں آپکی ہر بات قابل تسلیم اس لئے سمجھتی ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتی ہیں سمجھکر اور سوچکر ارشاد کرتی ہیں ہیئت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ پھر آپ خلاف کیوں فرمانے لگیں۔ زیب النسا نے بوڑھی دینی اُستانی کو ہر چند سمجھایا لیکن اس نیکبخت کی سمجھ میں مطلق نہیں آیا۔ زیب النسا کی طبیعت بچپن ہی سے مذاق پسند بھی تھی چھیڑ چھیڑ کر اپنی اُستانی سے دریافت کرتی تھی آفتاب کا یہ دورہ جو تم دیکھ رہی ہو کیا تمام دنیا میں ایسا ہی ہے۔

بوڑھی اُستانی۔ شہزادی صاحبہ بظاہر یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور مغرب میں چھُپ جاتا ہے۔

زیب النسا۔ نہیں یہہ ہر جگہ اور ہر مقام پر نہیں ہے۔ تم اگر سمندر کا سفر کرو تو تمہیں معلوم ہو کہ دن رات کی کیا کیفیت ہے آفتاب کی گردش کا کیا حال ہے یہاں سے مغربی سمندر

سے شمالی قطب تک بڑہو تو فطرت کے اور ہی عجیب عجیب کرشمے کھلینگے - جوں جوں آپ بڑہو رات کم اور دن بڑہتا جائیگا بعض مقامات پر صرف تین گھنٹے رات رہجاتی ہے بعض پر دو گھنٹے اور بعض جگہ گھنٹہ بہر اور بعض جگہ رات ندارد دن ہی دن رہتا ہے ادہر آفتاب غروب ہوا اور ادہر نکل آیا - بڑھیا اُستانی کا سینہ پر ہاتہہ تہا اور یہہ عجیب عجیب باتیں سن سنکر زمین کی طرف جھکی جاتی تہی - اِسکے چہرہ پر ہوائیاں اُڑ رہی تہیں اور وہ دل میں خیال کرتی تھی خدانخواستہ کہیں زیب النسا کو خلل دماغ تو نہیں ہو گیا ہے مگر در اصل بوڑہی اُستانی ہی غلطی پر تہی زیب النسا جو کچھہ کہتی تہی صحیح تہا - زیب النسا نے اپنی زور طبیعت سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی شروع کی - تین یا چار پاروں کی تفسیر لکہی تہی کہ عالمگیر نے روکدیا - پہر زیب النسا شاعری کی طرف مایل ہوئی - عربی میں طبع آزمائی کرتی رہی - جب عربی زبان میں خوب سنبہلگئی تو حمد میں ایک قصیدہ لکھکر ایک نو وارد فاضل عرب کو دکھایا - یہہ عرب تازہ تازہ مکّہ شریف سے آیا تہا اور نجدی نژاد ہونیکیوجہ سے اسے عربی میں خوب ملکہ تہا - عربی مادری زبان ہونیکے علاوہ یہہ عرب عین الیقین نامی بہت بڑا فاضل تہا قصیدہ دیکھتے ہی سر دُہننے لگا اور اس نے یہ ریمارک کیا جس نے

یہہ قصیدہ کہا ہے وہ ہندی نژاد ہے - ہان تیز طبع اور ذہن رسار کہتا ہے - بندش صحیح اور محاورے غلط ہیں - الفاظ کا بے محل استعمال بہی بعض بعض مقام پر کیا گیا ہے - یہہ کہکر اس نے آخری الفاظ یہ کہے - خواہ ایک زبان دان اسمیں کیسی ہی برائیاں کیوں نہ نکالے لیکن ایک ایرانی یا ہندی نژاد کے لئے عربی کا ایسا ماہر ہونا بہی معجزہ کہا جاسکتا ہے - اس ریمارک کو سنکر زیب النسا نے عربی شعر کہنے کی توبہ ہی کرلی اور اب فارسی کی طرف توجہ کی فارسی اسکی مادری زبان تہی اسمیں وہ دستگاہ حاصل کی کہ بڑے بڑے ایرانی شعرا ابتک عش عش کرتے ہیں - ہم یہہ پہلے لکھ چکے ہیں کہ عالمگیر کو بالطبع شاعری سے نفرت تہی وہ نہ خود شاعر تہا نہ شاعر بننا پسند کرتا تہا نہ اسکو یہہ منظور تہا کہ وہ شخص جسے مجھسے تعلق ہو شاعر ہو - اس بنا پر زیب النسا ہمیشہ بند بند رہتی تہی - اپنی جوشیلی طبیعت کے جوش کو اپنے باپ کے خوف سے روکتی تہی اور اپنی تقاضاے طبیعت کے بموجب بہی اس نے یہ ہمت نہ کی کہ میں اپنا اکثر وقت شاعری میں صرف کردوں اشعار اکثر موزوں کئے مگر وہ کیا تو کتابوں کی جلدونمیں چہپے رہتے تھے اور کیا محل میں اپنی سہیلیوں اور سوتیلی ماؤں سوتیلی بھنوں کو تقسیم کردیتی تہی - ہاں جب عالمگیر

سفر میں ہوتا تو زیب النسا کو طبع آزمائی کا خاصہ موقع ملتا۔
عالمگیر نے بھی اپنی بیٹی کو باوجود علم کے یہہ منع نہیں کیا
کہ اشعار موزوں نہ کیا کرو۔ ہاں کبھی کبھی یہہ تو ہوتا تہا کہ
شعرا کی بُرائی اور ان کی فضول گوئی کی مذمت کر دیا کرتا۔ اصل
میں زیب النسا کا میدان طبع شیر گوئی کی طرف بہت تھا مگر
وہ خود بھی اسکو فضول کام تصور کرتی تھی وہ کہا کرتی تھی
کہ جس کام کا محنت کے بعد کچہ نتیجہ نہ نکلے وہ شاعری ہی۔ وہ عموماً
قدما کے اشعار پڑہ پڑہکر دلچسپی لیتی تہی۔ عالمگیر نے منع کر دیا تہا
کہ طلبہ کی تعلیم میں دیوان حافظ نہ رہنے پائے اور عموماً یہہ بھی
حکم تہا کہ محل میں بیگمیں بہی دیوان حافظ کا مطالعہ نکریں۔
برخلاف اسکے زیب النسا کو دیوان حافظ دیکھنے کی اجازت تہی۔
عالمگیر سے اسکی بابت سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا
کہ میں اپنی لڑکی زیب النسا کی فطرت کو خوب جانتا ہوں
یہہ عقلمند ہی اور اچھی بُری بات میں تمیز کر سکتی ہی۔ جو تحریرات
اور اقوال کہ کم عقلوں کو جادۂ اعتدال سے ہٹا دیتے ہیں یہہ
عصمت پناہ خاتون ان ہی سے نیک سبق حاصل کرتی
ہی" یہہ خاص وہی الفاظ ہیں جو عالمگیر زیب النسا کی نسبت
استعمال کرتا تھا۔ زیب النسا سنی مسلمان تھی مگر شیعہ گروہ سے
نافر نہ تھی۔ جیسے شاہان فرنگستان کی لیڈیاں بآزادی

محل میں رہتی ہیں اس جمیل بیگم کی بھی لائف اف پیلیس ایسی ہی تھی۔ عالمگیر کبھی اس کی کسی بات سے مشتبہ نہیں ہوا نہ زیب النسا کی طرز معاشرت چال چلن نے اپنے اوپر اورنگ زیب کو مشتبہ ہونے دیا۔ **ایک دن** اپنے محل میں بیٹھی ہوئی دیوان حافظ دیکھ رہی تھی اور یہہ شعر زیر نظر تھا۔ **شعر**

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند ٭ گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند ٭ کہ یکایک عالمگیر چلا آیا۔

عالمگیر کو دیکھتے ہی زیب النسا باادب کھڑی ہوگئی عالمگیر کا ایسے وقت میں اچانک آنا بالکل بے قاعدہ تھا اسلیے کہ بغیر اطلاع کے وہ کبھی نہ آتا تھا کچھ گھڑی پہلے خواجہ سرا آکر اطلاع دیتا تھا کہ آج حضور عالیجاہ فلاں وقت تشریف فرما ہوں گے۔ تمام محل میں یہہ ہی طریقہ برتا جاتا تھا۔ اس عادت پر اچانک بے اطلاع آکھڑا ہونا سخت تعجب انگیز اور تحیّر خیز تھا۔ زیب النسا بھی تھرّا گئی کہ یہہ کیا آفت آئی خلاف **قاعدہ** عالمگیر نے کیوں کیا۔ صورت دیکھتے ہی بادشاہ نے اپنی بیٹی کی تسکین کی اور یہہ تسلی بخش الفاظ زبان پر لایا۔ بیٹی تم مجھے **معاف** کروگی کہ اسوقت میں تمہارے خوش وقت میں مخل ہوا اور بے قاعدہ مخل ہوا۔ کئی دن سے تم سے ملاقات کا اتفاق نہ ہوا تھا اِسوقت شوق دیدار نے ایسا محو اور بیخود کردیا کہ اطلاع کرانیکا

بھی خیال نہ رہا۔ کیا تم مجھے معاف کروگی" اِسکا جواب زیب النسا
نے اِن ہی معمولی فقروں میں دیا کہ جو ایسے موقع پر دیا کرتے
ہیں۔ زیب النسا سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کھڑی تھی
سفید ہار موتیوں کا اِس کے گلے میں زیب ہو رہا تھا سر تا پا
نور نہا کے برس رہا تھا۔ چند منٹ کے بعد عالمگیر نے ادہر اودہر کی
باتیں کیں لکھنے پڑہنے اوقات عزیز کے صرف کرنیکا تذکرہ آیا۔
زیب النسا۔ حضور مجھ جیسے تاریک اور مکدّر نفوس کا کیا کہنا کہ جو
ہر وقت قابل تنفر شے (دنیا) کی طرف مایل ہوتا ہی گو اپنی قلب
کی پرزور قوت سے اسے روکا جاتا ہے۔ جو نفس کہ جاتا ہے
بے نیل وحرام جاتا ہے ہمارے گناہ اسقدر ہیں کہ ہمیں اگر کلام باری
میں بشارت نہ یجاتی تو کبھی نجات کی صورت نظر نہ آتی شب و
روز یہہ بندی اسی خیال میں گذارتی ہی کہ حضور عالیجاہ کبھی منغفص
خاطر نہوں اور ہمیشہ اپنی توجہ اس کمترین لونڈی کیطرف مبذول
رکھیں۔ اِس شایستہ گفتگو سے عالمگیر بہت خوش ہوا اُٹھکر
گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ اسی قسم کی باتیں بہت دیر
تک ہوتی رہیں۔ پھر کہیں دیوان حافظ کا ذکر آیا جو شعر کہ زیب النسا
پڑہ رہی تھی وہ اپنے شفیق باپ کے آگے رکھا۔ عالمگیر نے شعر
دیکھکر دریافت کیا کہ تم اِسکا کیا مطلب سمجھی ہو۔ زیب النسا نے
اِسی ادب اور داب شاہی کی پابند ہو کر عرض کیا۔ حضور اِس شعر

کے معنی بہت اوق ہیں حافظ نے انسانی فطرت کی طرف اشارہ
کیا ہی بلکہ اسکی سچی ماہیت کو کہولدیا۔ پیمانہ ایک چیز ہی ایسی ہے
کہ وہ ہمیشہ گردش کرے زمین کی شکل گول ہی اسلیئے وہ بھی گردش
کرتی ہی آدمی کی مٹی کو پیمانہ میں آمیز کرنا انسان کی اصلی فطرتکا
نقشہ بتاتا ہے۔ کہ انسان کو کبھی قرار نہیں خواہ اسکی کوئی حالت
کیوں نہو جائیگی پہر بہی وہ آگے ترقی کرنیکے لئے بیقرار رہتا ہی
اگر آرام سے ہے تو یہہ خیال ہی کہ اور بہی آسایش ہو اور جو تکلیف
میں ہی تو صرف آرام ہی کی آرزو میں بیقرار ہے۔ حضور اسکے
علاوہ یہہ بہی ایک بدیہی بات ہے کہ جب زمین جسپر ہم بستے ہیں
وہ گردش میں ہے پہر ہم کیوں نہیں پیمانہ کی طرح گردش میں ہونگے
یہہ عقل و دانش کے معنی سنکر عالمگیر بہت خوش ہوا اور بڑی دیر
تک خوش گفتگو کے بعد شاد شاد رخصت ہوا۔ زیب النسا جو کچھ
کرتی تھی جو کچھ کہتی تہی اُسمیں کچھ نہ کچھ کوئی نہ کوئی ایسی دلچسپ
بات پوشیدہ ہوتی تہی کہ کیفیت آجاتی تہی۔ اکثر بڑے بڑے
فاضل امراء سے خط و کتابت رکہتی تہی۔ آزادانہ کسی مسئلہ
دریافت کرنیکے لئے اسکے خطوط امرا کے پاس جاتے تھے اور
اُنکا ویسا ہی مودب جواب آتا تھا۔ ایک بڑا جھگڑا جو اسوقت
اس نے طے کیا وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسپر سرسری نظر
ڈالکر خاموش ہوجائیں بلکہ اس قابل ہی کہ اسکی دلسے داد دیں

اور زیب النسا کی عقل کی صفت وثنا کریں۔ محل شاہی اور
بیرون محل شاہی میں بہت سے ارکان سلطنت اور بیگمیں تو
سُنّی تھیں اور بہت سے شیعہ۔ انمیں باہم تنازعہ رہتا تھا باہر
اندر دو نو جگہ بحث خوب زور شور سے ہوتی تھی۔ وجہ یہہ تھی کہ
عالمگیر سنّی تھا اور سنّی بھی کٹّا سنّی۔ بہادر شاہ عالمگیر کا منجھلا بیٹا
محمدؐ معظم شیعہ تھا۔ باپ کے سبب نہ کبھی سنیوں سے تنفر
کرتا اور نہ کبھی اِن پر محل بے محل کسی بہانہ سے تشدد کر سکتا۔
آخر کار اس جھگڑے کے رفع کرنیکے لئے زیب النسا منتخب کیگئی
جسنے اپنی فہم وفراست سے ایسا معقول فیصلہ لکھا کہ سب شیعہ
دنگ رہگئے ایک بڑے مجمع مستورات کے اندر اِس فیصلہ کا بیان کیا جسوقت
یہہ اپنی تقریر کو ختم کر کے بیٹھ گئی۔ شیعہ مستورات جسقدر تھیں
اِنکے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں بیسیوں سُنّی ہوگئیں اور
اکثروں نے زبانی اقرار سنّی ہونیکا کر لیا۔ اِسکی دہوم محلوں
وبیروں محل میں ہوگئی۔ اِس فیصلہ کی نقلیں حوالی ہند
میں تہیج گئیں ایران وتوران میں بھی کئی نقلیں پہونچیں ایرانیوں
نے اِسکی کئی کئی طرح سے تردید کی اس فیصلہ نے اتنا اثر کیا کہ
شیعوں کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوگئی اور ہندوستان
کے جن اضلاع میں کہ تبرّے کی رسم تھی اِسکی ایسی احسن طریقہ
سے بیخ کنی ہوئی کہ پھر کسی نے نام نہ لیا۔ اور نگ زیب اِس

آزادانہ فیصلہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ سو روپیہ تنخواہ کے اور اضافہ کئے اور بہت کچھ نوازشات سلطانی مبذول فرمائیں۔ انگیا کرتی یہہ بہی زیب النسا کی ایجاد ہے جسکا رواج کم وبیش تمام ہندوستان میں موجود ہے۔ زیب النسا نے ایک بہت بڑی ریفارم کی یعنی وہ ہندوانی رسمیں جو مسلمان مستورات نے اختیار کرلی تہیں مثلاً دیوالی منانا۔ دسہرہ پوجنا وہ سب چہٹوا دیں اور طرز معاشرت میں جتنی باتیں کہ برخلاف شریعت کیجاتی تہیں سبکو اٹھا دیا۔

میں پہلے یہہ لکہہ چکا ہوں کہ عالمگیر نے اپنی بیٹی کو پورا آزاد بنا دیا تہا۔ جو کچھ وہ چاہتی تہی کرتی تہی۔ اسپر کیا مقرر تہا عموماً محل میں آزادی ہی تہی۔ بیگمیں سب ہتیار بند اور شجاع تہیں جنگ میں مردوں کے پہلو بہ پہلو داد مردانگی دیتی تہیں پہر انہیں مقید کیونکر کیا جاتا۔ جو نسبت کہ کسی شہزادہ کی زیب النسا پر آتی تہی زیب النسا سے رائے دریافت کیجاتی تہی۔ وہ بطور خود اسکی تحقیق کرتی تہی اس عرصہ میں کہ اسکی پچیس برس کی عمر ہوئی صدہا نسبتیں آئیں مگر سبکو اس نے ناپسند کیا۔

شاہ عباس ثانی والی ایران کے بیٹے مرزا فرخ نے بہی اپنی نسبت بہیجی اسکا جواب زیب النسا کی طرف سے یہہ دیا گیا اگر تم دہلی چلے آؤ تو تمہارا اعلمیت کا امتحان لیکر اس درخواست

کا جواب دیا جائے۔
یہہ سنتے ہی شہزادہ فرخ بڑے تزک و احتشام سے ایران سے روانہ ہوا ہر ہر منزل پر دہوم دہام سے عالمگیری سرحد میں اسکا استقبال ہوا یہانتک کہ وہ دہلی میں داخل ہوا۔
زیب النسا نے محل کے ایک حصّہ میں اُسے اُتارا۔ اور بالا بالا اِس کے علمیّت کے حالات ملاحظہ کرنے لگی علاوہ شاہی مہمان نوازی اور دعوتوں کے زیب النسا نے بھی بطور خود دعوت کی گویا شہزادہ کی تہذیب اور علمیت کا یہہ آخری امتحان تہا۔ دعوت کی خوب دہوم دہام ہوئی۔ جس ہال میں کہ دعوت کیگئی فراش پہلے ہی غالیچے بچہانے میں مشغول ہوئے۔ غالیچوں پر مسند اور مسند پر شال قیمتی ڈالا گیا۔ سامنے کے حوض میں فوّارے جاری ہوگئے۔ شاہی مالنوں نے تمام احاطہ کو پہولوں سے پاٹ دیا۔ پانی کی پوکھر کی سطح پر غلاف وغیرہ چڑہائے گئے اور وہاں اِنہوں نے پہولوں کی پنکہڑیاں بڑی حکمت اور عقلمندی سے بچہائیں۔ سنگ مرمر کے حوض کے گرد نارنگیوں کی قطاریں لگائی گئیں جنکی تروتازگی اور شادابی کیا ہی بہلی معلوم ہوتی تہی اور ایک عام شکل میں بڑا لطف پیدا کر رہی تہیں۔ سامنے کے بہت دور فاصلہ پر آڑ میں باورچنیں کہانا پکا رہی تہیں دوسرے پہلو میں مٹہائی بنائی

والیاں اپنے جوہر دکھا رہی تھیں۔ بینڈ باجہ بجانیوالیاں بھی ایک دالان میں موجود تھیں۔
شہزادہ صاحب کا نزول اجلال کا وقت مغرب کے بعد مقرر ہوا۔ راستہ میں غالیچوں پر پھولوں کا فرش۔ انپر عطر و گلاب چھڑکا ہوا جیسے شبنم پتیوں پر بہار دیرہا تھا۔ پہلے نقیب آواز دیتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے نکلے۔ پھر چوبدار ہاتوں میں سونے کی چوبیں لئے ہوئے چلے پھر ایرانی اصطبل کے افسر آئے انپر زریں کپڑے زین کیطرح لدے ہوئے تھے۔ پھر شہزادہ صاحب کے حقہ بردار تھے جنکے ہاتھوں میں قسم قسم کے گنگا جمنی کے قلیاں طرح طرح کی خوشبوؤں سے بسے ہوئے ہاتھونمیں سونیکی انگیٹھیاں بہار دے رہی تھیں اس مختصر جلوس کے بعد شہزادہ فرخ آیا۔ گرد مصاحبین حلقہ کئے تھے۔ شہزادہ کی صورت پر دبدبہ اور شوکت خوب برستی تھی۔ اِسکی صورت صاف اور پاکیزہ تھی رنگ شوخ اور چمکدار تھا آنکھیں کسیقدر چھوٹی اور بھوری تھیں۔ پیشانی فراخ اور نمایاں اور اسپر تین سیاہ تل ایسے خوبصورت معلوم ہوتے تھے کہ ناظرین کا دل ہی جلتا ہی۔ قد متوسط اور موزوں تھا۔ بال کندھوں تک عطر میں ڈوبی ہوئے بل کھا رہے تھے۔ ہاتھہ پیر چوڑے چکلے اور خوبصورت تھے پوشاک سیدھی سادھی اور صاف تھی ہاں امر کثرت سے

جواہرات زیب تن کئے تھے۔ اِس سج دھج سے یہہ نوجوان شہزادہ جسکی صورت اسکی تیس سالہ ہونے کی شہادت دے رہی تھی آکر مسند پر بیٹھا۔ پہلو میں نقاب مُنھہ پر ڈالے ہوئے چلون کی آڑ میں زیب النسا جلوہ فزا تھی۔ اور اس کے ارد گرد اسکی خواصیں بہنیں حلقہ کئے رونق بڑہا رہی تھیں۔ ہم ان اوپری باتوں کا کچھہ ذکر نہیں کرتے جو معمولی شاہی مہمانوں کیساتھ ہوتی ہیں بلکہ ضیافت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو نہایت دلچسپ ہے اور جس سے زیب النسا کی عقل و دانش کہلتی ہے۔

جس نشیمن یادالان پر فرخ نے کہانا بیٹھکر تناول کیا تہا وہاں صرف وہ ہی متعدد شخص تھے جو ایسے موقع پر حاضر ہو سکتی ہیں صرف ایک تو شہزادہ کا اتالیق دو چھوٹے بہائی چار وزیر ایک میر منشی اسیطرح دو خواجہ سرا جو دست بستہ کہڑے مورچھل جہل رہی تھے اور کوئی نہ تہا ملازمین اور ہمراہی دوسرے کمرے میں موجود تھے۔ ایک کشمیری شال جسپر زریں کام اور موتیوں کی جھالر لگی ہوئی تھی بطور دستر خوان بچھایا گیا۔ پھر سونیکی سلفچیں اور آفتابے فرخ کے ہاتھہ دہلوانے کے لئے حسین حسین لڑکیاں لیکر حاضر ہوئیں۔ اِسکے بعد خوانچوں میں کہانا آنا شروع ہوا۔ کئی قسموں کے چانول پکے ہوئے تھے اول تو پلاؤ اسکی صورت بالکل برف کی سی تھی۔ دوم پلاؤ جس میں بٹیر بھی بریاں تھی۔

تیسری قسم کا وہی پلاؤ تھا جو ایک پرند کا پکا ہوا تھا۔ چوتھی قسم کے پلاؤ میں جسکو بریانی کہتے ہیں زعفرانی رنگ دیا گیا تھا۔ اور جسمیں خشک مٹر کے دانے بھی شامل تھے۔ پانچویں قسم کا نارنجی پلاؤ تھا جسکا نظارہ خوش اور بھلا معلوم ہوتا تھا۔ اس پلاؤ میں جسکا رنگ نارنگی کی طرح تھا بادام کشمش پستہ۔ شکر اور بیسیوں قسم کے میوے شامل تھے۔ جسکو اب ہندوستان میں زردہ کہتے ہیں۔ سیلمن (ایک قسم کی مچھلی) ہیرنگ (ایک قسم کی مچھلی) کے کباب چاندی کی رکابیوں میں جدا میزباں کی شوکت اور خاطرداری کا نقشہ کھینچ رہی تھی چینی کے پیالوں رکابیوں میں مفصلہ ذیل چیزیں رکھی تھیں۔ قورما کوفتے جو ایک پرند کے بچے تھے نیم پخت گوشت۔ میٹھے چانول۔ دوپیازہ۔ دم پخت پلاؤ جسمیں بھیڑ کی ہڈیوں کا گودا دیا گیا تھا۔ اور اسمیں کچھ کچھ گوشت بھی پڑا ہوا تھا اور یہہ چانول اسی کے عرق میں اُبلے تھے پیٹھا جسمیں گوشت بھر کر تنور میں پکایا تھا۔ ایک پرند ابلا ہوا خشک بیر کی چٹنی سرکہ کے ساتھہ۔ خاگینہ جسکی سٹھائی عجیب صورت اور ڈھنگ کی بنائی گئی تھی۔ گوشت کا شوربہ جسمیں گوشت بادام وغیرہ ملے ہوئے تھے اور اسکو چلاؤ پر ڈالکر کھاتے ہیں۔ ایک رکابی میں نیم جوش انڈے جنمیں مکھن اور قند ملا ہوا ایک رکابی میں پانچ شکاری جانور کے گوشت کا قورما اور اسی طرح کے بے تعداد کھانے

جنکا بیان محالات سے ہے قابوں رکابیوں پیالیوں میں چنے ہوئے تھے۔ شہزادہ فرخ نے زیب النسا کی اجازت سے کہانے میں ہاتھہ ڈالا۔ دو چار نوالے کہائے ہوں گے کہ مذاق کی سوجھی زیب النسا کی چلون کی طرف منہ کر کے کہا سہ بوسہ میخواہم۔ (ہندوستان میں سموسا کہتے ہیں) زیب النسا نے جواب دیا۔ از مطبخ مادر طلب۔ یہہ جواب ایسا زبردست ہوا کہ شہزادہ کی صورت پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ اپنی زک سمجھکر شرمندہ ہوا۔ زیب النسا فوراً اٹھہ کہڑی ہوئی اور کہا کہ یہہ محض نالایق شخص ہے میری شادی کے قابل نہیں۔ وہ بیچارہ بے نیل و مرام پہر کر ایران چلا گیا۔ اس قسم کی بہت سی باتیں زیب النسا نے اپنی عمر میں کی تہیں اور پہر اِن ہی باتوں سے اسکی شہرت تمام ہندوستان میں ہوگئی۔ زیب النسا کی مخیری بھی تعریف کے قابل ہے شب و روز اپنی خواجہ سراؤں کے ہاتھہ غربا کو ڈہنڈوا ڈہنڈوا کر صدہا روپیہ پہونچاتی تہی اور جہانتک ممکن ہو سکتا تہا مصیبت زدہ کو سہارا پہنچاتی تہی۔ ناصر علی سرہندی ایک غریب شخص تہا۔ اور غربت کیوجہ یہی کمبخت شاعری تہی کہ جس نے اسے مجبوراً دہلی میں بود و باش اختیار کرنے پر آمادہ کیا تہا۔ یہہ بیچارہ سرہند سے بہاگ کر دہلی میں آیا یہاں بہی سخن کی اتنی قدر نہ تہی کہ اس کی مراد کے موافق سلطنت میں کچھ وقعت عظمت حاصل ہوتی۔ پہر بہی ہند کی نسبت دہلی

میں زیادہ قدر ہوئی اور امرا کے ہاں سے تنخواہیں مقرر ہو گئیں۔
ناصر علی کی زبان ایسی خراب ہتی کہ اکثر لوگ اسکی شکایت کرتے
تھے کہ زبان اچھی نہونے کیوجہ سے پیچیدہ مطالب بہت بیان
کرتا ہی۔ اسپر بہی خانخاناں کی توجہ سے ناصر علی مالامال ہو گیا۔
کبھی کبھی زیب النسا بہی طرح غزل ناصر علی کو بہیج کر دیا کرتی تھی۔
اور انعامات سے بہی اکثر ناصر علی مشرف ہوتا تہا۔ ایک مرتبہ
زیب النسا نے یہہ مصرعہ موزوں کیا۔ ع ازہم نمی شود ز حلاوت جدا لبم
مصرع ثانی کے لئے ناصر علی کے پاس بہیجا۔ ناصر علی نے فوراً یہہ
لکھکر بہیجدیا ؎ ازہم نمی شود ز حلاوت جدا لبم + گویا رسید بر لب
زیب النسا لبم۔ اس جواب کو دیکھکر زیب النسا آتش غضب سے
لال ہو گئی مگر پہر اسکی قابلیت کا خیال کر کے جواب میں یہہ شعر
لکھکر بہیجدیا ؎ ناصر علی بنام علی بردہ پناہ + ورنہ بذوالفقار علی سر برید مت
جعفر زٹلی بہی اسکے زمانہ میں مشہور شاعر تہا۔ زیب النسا کو صائب
کا رنگ بہت پسند تہا۔ چند اشعار زیب النسا کے لکھے جاتے
ہیں جو صائب کے مقابلہ میں کہے گئے ہیں۔ صائب کہتا ہے شعر
بر تواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست + پائے بوسی سیل از پا
افگند دیوار را۔ اس شعر کے مقابلہ میں زیب النسا کا یہہ شعر بہت
اچھا ہے ؎ اگر دشمن دوتا گردد ز تعظیمش مشو غافل + کماں
چنداں کہ خم گردد خدنگش کارگر آید۔ یہہ برجستگی یہہ شیریں سخن

اور یہہ بندش الفاظ اور یہہ بیساختگی جو زیب النسا کو حاصل
تہی کم شعرا میں دیکھی گئی ہے زیب النسا کے عموماً جتنے اشعار ہیں
سب بیہودہ مبالغہ سے پاک ہیں۔ کبہی اسنے اپنا زیادہ وقت
شعر گوئی میں نہیں صرف کیا جو غزل کہنا چاہتی تہی گہڑی دو گہڑی
میں اُسے تیار کر لینا کوئی بات ہی نہیں تہا۔ عموماً آفتاب کے
گرد سیاروں کا پہرنا اور چاند کی گردش اِسکو بہت دلچسپی دیتی تہی +
افسوس جو اشعار اس نے ہیئت میں کہے ہیں وہ ہمیں نہیں ملے
اُنکی تعریف جعفر زٹلی نے بہت لکھی ہے۔
لیکن یہہ جملہ اور بہی یہاں لکہدیا جاتا ہی کہ جعفر زٹلی نے اپنا تخلص
زٹلی آپ رکہا تہا اور کسی نے اِسکی زٹلیات کیوجہ سے اسکو یہہ تخلص
نہیں دیا۔ کہ عوام الناس میں مشہور ہی یہہ بات اِس خط سے
معلوم ہوتی ہی کہ جو اس نے اپنے دوست کو لکہا ہی جسمیں فخراً اپنی
کو زٹلی پکارا ہی دوسری جگہ معلوم ہوتا ہی کہ زیب النسا نے زٹلی
خطاب دیا تہا جعفر نے بہت خوشی سے یہہ تخلص قبول کر لیا اور
کہا یہہ بڑی فخر کی بات ہی کہ میرے نام کے پہلے بہی ز ہی اور زیب النسا
کے نام کے پہلے بہی ز ہے اِس منظوم خط کے چند شعر ہم درج کرتے
ہین جنمیں جعفر نے اپنی کو فخراً زٹلی کہا ہے ۵ کتابت فرستادہ
بودی رسید + ترا عمر بادا بدولت مزید + بفکر دقیق تو صد آفریں +
بہ تحسین تو ساکنان زمیں + تو ہم سفتے خوب سلک گہر + اگرچہ

منم درز ظل نامور + زیب النسا ہمیشہ اپنے محل کے چمن میں آبیاری کرتی ہوئی آفتاب نکلنے سے پہلے دکھائی دیتی تھی اپنے ہاتھ سے درختوں کو درست کرنا۔ پیوند چڑہانا۔ کیاریوں کا باقاعدہ بنانا یہہ علی الصباح اپنا فرض خیال کرتی تھی۔ کسی کام میں عار نہ تھی نہ وہ اپنے کسی کام میں اپنی خواصوں کی محتاج اور منتظر رہا کرتی تھی۔

زیادہ وقت خاموشی میں صرف ہوتا تھا اور اسیکو وہ اچھا جانتی تھی۔ اسکی جتنی سہیلیاں اور خواصیں تھیں وہ سب خاموش رہتی تہیں کیا ممکن ہے جو بغیر دریافت کئے کوئی کچھہ بات کرسکے چپڑ چپڑ اور بیہودہ گوئی سے اسے ایسی ہی نفرت تھی کہ جتنی ممکن ہوسکتی ہے۔ وہ ہر وقت یہہ شعر پڑہا کرتی تھی ؎

دیوانہ خموش بعاقل برابرست دریائے آرمیدہ بساحل برابرست

یعنی خموشی ایسی چیز ہے ایسی اعلےٰ صفت ہے کہ دیوانہ بھی عقلمند بنجاتا ہے کبھی کبھی خاقانی کا یہہ شعر بھی ورد زبان رکھتی تھی ؎

مرا بر لوح خاموشی الف با تا بنشستہ اول + کہ درد سر زبان ہست ور خاموش نشست درمانش

جتنی اسکی طرز معاشرت تھی وہ سب نرالی طرز کی تھی۔ اس کی تہذیب میں علوم پڑہنے سے بہت تغیر و تبدل ہوگیا تہا جیسی فطری شوخ تھی اسیقدر سنجیدگی کا حصہ بھی قدرت سے ملا تھا۔

مذہب ہر امر میں مدنظر رہتا تہا کیا ممکن ہے کہ کوئی بات

خلاف مذہب کرتی ہو ایک روز علی الصباح صحن چمن میں بیٹھی ہوئی نہایت خوش آوازی سے کلام اللہ پڑہ رہی تہی۔ چاند کے پہلی گردہ پر سفیدی آتی چلی تھی۔ آفتاب کی خنکی آمیز روشنی کی سرخ سرخ شعاؤں کی بہار قدرے نمودار ہوتی جاتی تہی پرندوں نے اپنا گیت شروع کر دیا تہا۔ باد نسیم کے جہوکے جان وتن کو شاداب بنا رہے تھے۔ چمن کے پہول پہول اور پتہ پتہ پر آفتاب کی تازہ تازہ دہیمی دہیمی روشنی کی بہار کیا ہی جوبن دکہا رہی تہی۔ فوارے آہستہ آہستہ چھٹتے ہوئے کیا ہی خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ فطرت کا مزاج ساکن اور معتدل ہو گیا تہا۔ گویا فطرت غسل کر کے اپنے کو بنا سنوار رہی تہی تاکہ آراستہ ہو کر چمکتے ہوئے آفتاب کا استقبال کرے ایسے سہانے دلچسپ اور دلکش مقناطیسی منظر اور اسکا دلربا سمان اور پہر حسین و جمیل زیب النسا کی موسیقی خیز آواز اور اسپر کلام الہی کے مومنین سے وعد و وعید کا ذکر کیا ہی کیفیت دیتا ہوگا۔ زیب النسا کے اس پڑہنے نے خوابیدہ مستورات کو ہوشیار کر دیا۔ وہ سب رفتہ رفتہ اسکے پاس آگئیں اور ایسی محو ہو گئیں کہ پہر انہیں دنیا مافیہا کی خبر نرہی۔ زیب النسا پڑہ چکی تو اس نے بیسیوں بیگموں کو اپنے پشت پر محو بیٹھا ہوا پایا اور وہ نصف گھنٹہ تک یونہی سکتہ کے عالم میں بیٹھی رہیں گویا بت بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہہ آواز کی خوبی ہے کہ جس نے زندہ آدمیوں کو محض دنیا سے بے علاقہ کر دیا۔

زیب النسا کی ایک کنیز خاص جسکا تخلص آمانی تہا اور جسکی شبیہ خاص قلمی مرقعہ سے ہم ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں بہت نازک اندام پاکیزہ خیال لایق اور حاضر جواب تہی جسکا مکان دہلی میں کلاں محل کے متصل تہا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مخفی و امانی گلگشت چمن میں مصروف تہیں یک بیک زیب النسا نے یہ شعر پڑھا۔
ع اے آمانی گل صد برگ چرا مے خندد + اس عندلیب ہزار داستان نے بہی فوراً برجستہ اپنی منقار اسطرح پر کہولی ع بر لقائے خود و بر غفلت ما مے خندد + اس موزوں جواب سے زیب النسا بہت ہی خوش ہوئی اور اُسکے اعزاز میں اور بہی ترقی کی ۔ امانی ہر وقت و ہر لحظہ زیب النسا کے ساتہہ رہا کرتی تہی اور بغیر اُسکے زیب النسا کو ایک لمحہ چین نہ پڑتا تہا کہتے ہیں کہ اِس کنیز کو بہی شعر گوئی میں ایسا ہی ملکہ پیدا ہو گیا تہا کہ جیسا زیب النسا کو تہا مگر اور کلام اِسکا ہمیں دستیاب نہوا صرف یہہ شعر نظر سے گذرا ہی ع آنقدر روز ازل تیرہ نصیبم کردند + تیرگی می طلبد شام غریبان از من + اس زمانہ میں صائب کا ہندوستان میں بڑا شہرہ تہا ناصر علی نے جو غزل کہ صائب پر کہی تھی اسکی شہرت دہلی میں بہت ہو گئی اور یہی غزل گویا زیب النسا تک پہونچائی گئی زیب النسا نے بہی اِس غزل کی بہت تعریف کی چونکہ وہ لطیف غزل ہی اور اس سے زیب النسا کے وقائع کو کسیقدر مناسبت ہی اِسلئے ہم درج

کرتے ہیں۔ یہہ غزل جسقدر لذیذ ہے اسیقدر بندش مطالب اور روانی میں خاص ہے۔

غزل

ندارد حیرت دل تاب حسن بیحجابش را
که باشد صافی آئینه شبنم آفتابش را

نظرها غافل عالم پر از کیفیت حسنش
بود حکم پری در شیشه ها رنگ شرابش را

بشوخی پای او بوسیدن و قالب تهی کردن
الٰہی این ادب تعلیم فرما شد رکابش را

درین صحرا الٰہی تشنه لب جان داد حیرانم
که از صد جا گریبان پاره شد موج سرابش را

دل قربانی و ارم از ان کان ملاحت ها
که میحو شد نمک از خویشتن چون اخگر کبابش را

به محشر حرف بی صوت است فریاد شهید انش
نمیدانم که دادا این سرمه چشم نیم خوابش را

ندانم دل شهید کیست لیکن این قدر دانم
که از شمشیر افرنگیست موج اضطرابش را

باین شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید
با یران می فرستم تا که میگوید جوابش را

یہہ غزل اور اسکا یہہ آخری شعر دیکھکر زیب النسا بہت ہنسی اور کہا کہ ایران بھجوانیکی کیا ضرورت ہی یہیں اسکا جواب ہو جائیگا۔ یہہ کہکر زیب النسا نے صائب کی یہہ غزل اِس کے مقابل میں پیش کی۔ وہو ہذا۔

غزل

ز دست یکدگر شکر لبان گیرند تنگش را
ز شیرینی بجلوا احتیاجی نیست خدنگش را

چرا می پرورد در کوه ساری عشق سنگین دل
که تا شد تار چشم آهوان داغ پلنگش را

بیان عاریت حاشا کہ تیرش سر فرود آرد	سبکدستی کہ پیکان ہال و پر گرد خدنگش را
بیابان قناعت وسعتے دارد کہ ہر صوری	نمیدانم کم از ملک سلیماں چشم تنگش را

من دیوانہ را برگشتہ دارد ایں طمع صائب
کہ گیرم چوں فلاخن در بغل یکبار سنگش را

اِن دو نو غزلوں سے یہہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اہل زباں کون ہے ۔ سرہندی نے بھتیر ازور مارا ہی لیکن اپنی زباندانی ثابت نکر سکا یہی ریمارک زیب النسا نے بہی اِن غزلوں پر کیا ہی ۔ جتنے شاعر کہ ہندوستان اور ایران میں ہیں سب زیب النسا کے پاس اپنی اپنی غزلیں بھیجتے تھے اور زیب النسا آزادانہ اِن پر رائے قایم کرتی تہی ۔ اور ہر ایک کے موافق انعام بہی دیتی تھی ۔
ہر چند بعض مستورات کی یہہ کوشش ہوئی کہ زیب النسا کو شادی پر آمادہ کیا جائے مگر وہ کبہی رضامند نہوئی ۔ چند بیگمیں جو بزرگ رشتہ کی تہیں زیب النسا کی ماں کے اشارہ سے اِس کے پاس آئیں شب کا وقت تہا اور محل کا غل و شور کسیقدر تھم گیا تہا ۔ کمرہ میں صرف زیب النسا اور یہہ تینوں بزرگ بیگمیں موجود تہیں ۔ باتوں باتوں میں ایک بیگم نے کہا ۔ دنیا میں انسان کو میں نہیں جانتی کہ کیوں پیدا کیا گیا ہے ۔
زیب النسا نے جواب دیا کہ قرآن شریف میں آچکا ہی "عبادکیلئے" پہر فکر کرنے کی کیا جگہ رہ گئی بیگم ۔ یہہ تو میں بہی جانتی ہوں مگر ا

عبادت کی تشخیص ہونی چاہئے کہ عبادت سے کیا مطلب ہی اور کیا
غرض ہے۔
زیب النسا۔ میرے خیال میں عبادت سے غرض یہہ ہے کہ
انسان اِن فرائض کی جو اِسکے لئے خاص مقرر کئے گئے ہیں مستعدی
سے انجام دہی میں کوشش کرے اور جہانتک ممکن ہو ان
باتوں سے بچے جو اسکے لئے منع اور حرام کردی گئی ہیں۔ بوڑہی بیگم۔
خداوند تعالیٰ نے نکاح کی بہی تاکید فرمائی ہے۔ یہہ سنکر زیب النسا
خاموش ہورہی اور اِس نے کچھ جواب ندیا۔ بوڑہی بیگم نے جب
دوبارہ اصرار کیا کہ پیاری بیگم تم نے اِسکا کچھ جواب نہیں دیا تو زیب النسا
یہہ کہنے لگی بیشک نکاح کرنا اور محمدؐ کی امت بڑھانا ایسا ہی مجھپر
فرض ہے کہ جیسا ہر مومن کو۔ غالباً یہہ اشارہ میری طرف
کیا گیا ہے کہ تو شادی کیوں نہیں کرتی میں شادی کرنے کو
موجود ہوں میں نے کبہی انکار نہیں کیا کہ میں شادی نہیں کرتی
افسوس یہہ ہی کہ ایسا شخص نہیں ملتا کہ جس سے میں شادی
کروں میں نے ہرچند جستجو کی اور کئی شہزادوں اور امیرزادوں
کو دیکھا لیکن اپنی طبیعت کے خلاف پایا اِس سے میں نے
یہی بہتر سمجھا کہ میں شادی کو بالائے طاق رکھوں اور اپنا عزیز
وقت خدا کی عبادت میں صرف کروں۔ جتنے نوجوان نفوس
دیکھے وہ سب نفس کے تابع پائے پہر ایسے شخص سے جو

تابع نفس ہو کیا امید ہوسکتی ہے جو وقت میرا گذرتا ہے وہ مجھے
خوش کرنیکے لئے کافی ہے ۔ میری نفسانی خواہشیں ہمیشہ
بجھی رہیں ۔ کبھی کوئی آرزو یا ولولہ ایسا نہیں اُٹھا کہ وہ مجھے
شادی کرنے پر مجبور کرتا ۔ میں یہی چاہتی ہوں کہ جتنی میری
زندگی ہے وہ خدا کی یاد میں صرف ہو جائے لاکھوں پیدا ہو
اور مر گئے کسی کا بھی پتہ نہیں ہے ایکدن وہ آئیگا کہ ہم بھی
یوں ہی ناپید ہو جائینگے اور پھر کوئی جاننے کا بھی نہیں کہ ہم کون
تھے کہاں رہتے تھے اور اب کہاں ہیں ۔ ایسی فانی دنیا میں
خواہشات نفسانیہ کا مطیع و منقاد ہونا سخت ضلالت اور
بدنصیبی ہے ۔

زیب النسا کا یہہ جواب ایسا شافی تھا کہ پھر بیگموں نے کبھی اشارتاً
بھی اس سے یہہ نہیں کہا کہ تم نکاح کرو ۔ بعض مورخین نے
زیب النسا کو شیعہ المذہب لکھا ہے حالانکہ اسکا شیعہ ہونا
کسی پہلو سے ثابت نہیں ہوتا ۔ بعض کہتے ہیں کہ مخفی محمد شاہ
کی کسبی کا نام ہے اور یہی اسکا تخلص ہے ۔ یہہ کسبی جو اصلمیں
فرنگن تھی ایک ایسی گھم گھالی گون میں لپٹی رہتی تھی اور ایک
نقاب اس کے چہرہ پر پڑی رہتی تھی کہ اسکا تخلص اور نام
محمد شاہ نے مخفی رکھدیا ۔ یہہ لڑکی سورت کی پیدائش تھی
اسکے ماں باپ فرنگستان سے آکر یہاں بس گئے تھے ۔ یھہ

کچھہ سوداگری کی چیزیں لیکر محمد شاہ کے دربار میں آتے تھے اسکی غرض یہہ تھی کہ محمد شاہ کی میں بیوی بنجاؤں یہہ اپنی حسن پر بڑی نازاں تھی فارسی زبان گویا اسکی مادری زبان بنگئی تھی - محمد شاہ نشیلی آنکھوں اور مسرور نظروں سے دیکھتے ہی اسپر لٹو ہوگئے یہہ چاہتی ہی تھی - ذرا کرشمے اور ناز و انداز دکھائے غرض یہہ ہے کہ محمد شاہ کی چاہتی دلربا بنگئی - اِسکا نام تو کچھہ اور تھا مگر یہاں مخفی پڑگیا - ذہن رسا اور طبیعت تیز تھی اشعار بھی موزوں کرنے لگی - اِسکے بہت سے شعر ہوئے ہیں جنمیں ہندی اُردو دونو زبانیں ملی ہوئی ہیں - محمد شاہ کے سامنے ناچتی گاتی اور سارنگی طبلہ بجاتی تھی کبھی ساقی بنجاتی تھی - اِسلئے اِسکو بیویوںمیں شمار نہیں کیا ہے -

زیب النساء کے ایک شعر میں پورا لفظ زیب النسا موجود ہے - ع

دخترِ شاہم ولیکن رو بفقر آوردہ ام زیب و زینت ہم نیم نامم چرا زیب النسلست

بعض تذکروں میں یہہ بھی بیان ہوا ہے کہ عاقل خاں سے مُنہ بمُنہ خوب شعر و شعرا ہوا کرتی تھی اور بڑے بڑے سوال و جواب ہوا کرتے - ایک دن زیب النساء نے یہہ کہا ع

گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنوں در حلیست ٭ سر بصحرا میروم الا حیا زنجیر پاست

اِسکا جواب عاقل خاں نے یہہ دیا ع عشق تا خامست شد بستہ ناموس و ننگ ٭ پختہ مغزاں جنوں را کی حیا زنجیر پاست ٭ پھر زیب النساء

نے یہہ فی البدیہہ یہہ جواب دیا ٥ پاکبازان حقیقت را حیا باشد مدام + چوں تو مرغ بے حیا را کی حیا زنجیر پاست + ایک تذکرہ میں بیان ہی کہ ایک دن زیب النسا چوسر یا شطرنج کہیل رہی تہی۔ ایک شخص نے کہا۔
من در طلبت گرد جہاں میگردم گیر دستاں گیچ۔ (زیب النسا کا جواب)
گر باد شوی تیار زلفم نرسی شش پنج دو یک + کہتے ہیں کہ ایکدن چمن میں زیب النسا ٹہل رہی تہی دیوان حافظ بغل میں تہا یکایک ایک بلبل ایک ہری بہری شاخ پر چہچہائی زیب النسا نے فوراً یہہ شعر پڑھا ٥ ای عندلیب ناداں دم در گرہ گلو گیر نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد
غرضکہ زیب النسا کی شاعرہ ہونیمیں کسیکو کلام نہیں ہوسکتا۔
غرضکہ یہہ عصمت پناہ خاتوں بماہ شوال سنہ ۱۰۴۸ ہجری میں دلرس بانو دختر شاہ نواز خاں کے بطن سے پیدا ہوئی اور سنہ ۱۱۱۳ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اسکا مقبرہ لاہور میں موجود ہی۔ زیب النسا کی وفات کی تاریخ وا دخلی جنتی ہی۔ کہتی ہیں کہ جب وہ انتقال کرنے لگی تو اُسنے یہہ وصیّت کی تہی کہ ہرگز میری قبر نہ بنائی جائے اور صرف کچّا دہابہ بناکر چہوڑ دیا جائے۔ یہہ شعر ہی اسکا مشہور ہی ٥ اغنیا سازند گنبد از طلا و نقرہ زر + بر سر غور غریباں گنبد گردوں بس است
تذکرہ سے یہہ بہی پتہ لگتا ہے کہ وہ ایک بار جنگ میں بہی اپنی شمشیر کے جوہر دکہائے۔ اور اپنا نام نیک ہمیشہ کے لئے دنیا میں چہوڑ گئی۔

تمام شد سوانح عمری زیب النسا

مطبع ... دہلی

شبیہ امانی بیگم

کنیز خاص زیب النسا بیگم

بالکل جدید قابل دید کتابیں جو میو پریس دہلی سے مل سکتی ہیں

سوانح عمری نورتن اکبری ۔ یہ وہ سوانح عمری ہے کہ جسکا زمانہ ایک عرصہ سے مشتاق تھا جسمیں اکبر کے نو درباریوں کے حالات مع سوانح عمری اکبر نیز کی چھ بیگمات کے حالات قابل دید درج ہوئے ہیں اور ایک صحیح تصویر دربار اکبری نقل عکسی شروع صفحہ پر قابل دید درج ہے قیمت ۱۲ جس کتاب میں تصویر عکسی و کاغذ ولایتی ہے ۔ ـعہ

سوانح عمری حضرت شیخ سعدی شیرازی ۔ ۲ر

سوانح عمری افلاطون ۴ر

سوانح عمری ارسطو ۴ر

سوانح عمری لقمان ۴ر

سوانح عمری سیواجی مرہٹہ ۱ر

سوانح عمری پیر بردھلاں پارہ ۴ر

سوانح عمری سکندر اعظم ۸ر

سوانح عمری سقراط و بقراط ۴ر

سوانح عمری نوشیروان عادل ۴ر

سوانح عمری فریدون و فرخ سیر ۴ر

سوانح عمری بو علی شاہ قلندر ۴ر

سوانح عمری حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۴ر

سوانح عمری امیر تیمور مع حمیدہ بانو بیگم ۴ر

سوانح عمری زیب النسا بیگم ۴ر

سوانح عمری نورجہان بیگم ۴ر

کتب نادرات و عجائبات زمانہ

تحفہ مرغوب المعروف بہ غنچہ عشرت جسمیں امیر تیمور سے لیکر آخری شاہ بہادر شاہ دہلی تک کل ۲۵ تصویرات نادرہ عکسی بادشاہان نیز بیگمات قلمی سے فوٹو گراف اتار کر مع حالات لگائی گئی ہیں جنکو دیکھنے سے انسان کی آنکھوں میں قدرت کا جلوہ برس جاتا ہے قیمت فی جلد مُطلّا کار نہایت نفیس ۔ ۱۰

الوان نعمت اس کتاب کے تین حصے ہیں حصہ اول میں مسلمانوں کی تمام کھانوں کی ترکیبیں حصہ دوم میں ہندوؤں کی کل مٹھائی وغیرہ بنانا اور حصہ سوم میں انگریزوں کے کھانیکی ترکیبیں درج ہیں قیمت فی حصہ ۲ر جلد کامل ۔ ۱۲ر

اکسیر ملمع ہر ایک طریقہ سے ہر ایک دھات کے ملمع کرنیکی ترکیبیں ۔ ۴ر

بے داموں کا رنگریز ہر قسم کی رنگت کا کپڑا رنگنے کی ترکیبیں ۔ ۴ر

پیسے کا کھیل ہر قسم کی آتشبازی انگریزی و ہندوستانی بنانے میں ۔ ۴ر

قسمت کی کسوٹی ہر قسم کی ترکیبوں کا مجموعہ ہے جس سے انسان گھر بیٹھے روپیہ کما سکتا ہے ۸ر

کیمسٹری یعنی گنجینہ فنون و صنعت جس کے اندر قریب ڈھائی سو کے وہ ترکیبیں لکھی گئی ہیں جو صدہا روپیہ کے خرچ کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوتیں مثل لوہے و اسپات پر چاندی و سونے کا ملمع کرنا سونے کے زیور کو تیز رنگ کرنا گلٹ بنانا موتی صاف کرنا موم کی بتی بنانا ۔ ۱۲ر

گلدستہ طلسمات فرنگ اسمیں اُن شعبدوں کی ترکیبیں درج ہیں جو یورپین تھیٹروں میں چار چار پانچ پانچ روپیہ کی کرسی لگا کر دکھلاتے ہیں مثلاً بندوق فیر کرنا اور کبوتر کو نکالنا پیسہ کا روپیہ اور روپیہ کا پیسہ بنانا ایک ٹوپی سے سینکڑوں چیزیں نکالکر دکھانا ۔ ۱۲ر

مسمریزم یہ وہ کتاب ہے جسپر عمل کرنے سے شخص چالیس روز میں ہر ایک مرض کو نگاہ سے دور کر سکتا ہے اور کل عالم کا پوشیدہ حال بتا سکتا ہے ۔ ۱۲ر

مجربات باہ مردوں کے واسطے اس سے بڑھکر دوسری کتاب فائدہ بخش نہیں ہو سکتی ۔ ۱۲ر

شفاء الاطفال بچوں کے علاج میں نہایت مجرب اور نایاب کتاب ہے ۔ ۸ر

اکسیر کشتہ حصہ اول میں تمام قسم کشتوں کی ترکیبیں دوسرے حصہ میں اُنکا طریقہ استعمال قیمت ہر دو حصہ ۱۲ر